اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (ال عمران:19)

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ۔ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۔وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

## ضدین کا مجموعہ:

اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں کامل ہے، بندہ اپنی صفات میں ناقص ہے۔انسان کو اللہ رب العزت نے ایسے اعضا سے بنایا ہے جو ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ مثلاً آنکھ دیکھ سکتی ہے یعنی بینا ہے بقیہ پورا جسم نابینا ہے ، یہ ایک دوسرے کی ضد ہوئے ، کان سن سکتے ہیں بقیہ پورا جسم سن نہیں سکتا یہ ایک دوسرے کی ضد ہوئے ، زبان بول سکتی ہے بقیہ پورا جسم بول نہیں سکتا یہ ایک دوسرے کی ضد ہوئے ، دماغ سوچ سکتا ہے باقی جسم سوچ نہیں سکتا یہ ایک دوسرے کی ضد ہوئے۔ تو یہ انسان ضدین کا مجموعہ ہے۔ گویا انسان ایسے اعضا سے مل کر بنا ہے کہ ہر ہر عضو کی اپنی انفرادیت ہے اور ان تمام کے ملنے سے انسان بنتا ہے۔

## روح کی حیثیت:

اس ضدین کے مجموعے میں اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی چیز کو پیدا فرمایا ہے جسے روح کہتے ہیں۔ اس روح کی بدولت یہ سب ضدین ایک بن کر کام کرتی ہیں۔ یہ اعضا اپنی ذات وصفات میں ایک دوسرے کے مخالف سہی مگر روح کی موجودگی میں یہ جسمِ واحد بن کر کام کر رہے ہوتے ہیں۔ اگر کسی انسان کو سر میں درد محسوس ہو رہا ہو تو پاؤں کبھی ڈاکٹر کے پاس چل کر جانے سے انکار نہیں کریں گے۔ آنکھ کبھی یہ نہیں کہے گی کہ میں تو سو رہی ہوں یہ میرا پرابلم نہیں یہ تو سر کا پرابلم ہے۔ زندہ انسان کے سر میں تکلیف ہوگی مگر پورا جسم بے آرام ہوگا۔ پورا جسم اس کی بے چینی کو محسوس کر رہا ہوگا۔

اگر کوئی دشمن سر پر وار کرنے کی کوشش کرے گا تو ہاتھ فوراً مدافعت کے لئے اٹھیں گے، پاؤں بھاگ کر جان بچانے کی کوشش کریں گے، ہاتھ اور پاؤں کبھی سر کو اکیلا نہیں چھوڑیں گے کہ یہ ہمارا پرابلم نہیں، یہ تمہارا پرابلم ہے۔ اگرچہ جسم مختلف اعضا سے مل کر بنا جو ایک دوسرے کی ضد ہیں مگر روح نے سب کو متحد کر دیا ہے حتیٰ کہ اس کو جسمِ واحد کہا جاتا ہے۔

## روح کی مثال:

اگر اس مثال کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں اور ہم اپنے گھر کو دیکھیں تو ہمارا گھر ایسے افراد سے مل کر بنتا ہے جو اپنی حیثیت کے لحاظ سے ایک دوسرے کی ضد ہوتے ہیں۔ مثلاً گھر میں جو باپ کا مقام ہے وہ کوئی دوسرا نہیں پا سکتا، باپ اپنے بیٹے کا باپ ہے، بیٹے کا بھائی یا بیٹے کا بیٹا نہیں بن سکتا۔ بیٹا اپنے باپ کا بیٹا ہے، باپ کا کچھ اور نہیں ہو سکتا۔ یہ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ جو پوزیشن باپ کے پاس ہے وہ بیٹے کی نہیں اور جو بیٹے کے پاس ہے وہ باپ کے پاس نہیں اسی طرح جو حیثیت ماں کے پاس ہے وہ بیٹی کے پاس نہیں، اور جو بیٹی کے پاس ہے وہ ماں کے پاس نہیں، جو بھائی کے پاس ہے وہ بہن کے پاس نہیں، جو بہن کے پاس ہے وہ بھائی کے پاس نہیں۔ اپنی حیثیت کے اعتبار سے یہ سب ایک دوسرے سے منفرد ہیں یا ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ مگر اللہ نے ان کے اندر بھی ایک ایسی روح کو اتار دیا ہے کہ اس روح کی موجودگی میں یہ سارے افراد اسی طرح ایک بن کر کام کرتے ہیں جس طرح روح کی موجودگی میں جسم کے سب اعضا ایک بن کر کام کرتے ہیں اور اس روح کا نام ''اسلام'' ہے۔

## روح کے بغیر جسم کی حیثیت:

آپ اگر جسم سے روح کو نکال دیں تو سارے اعضا ایک دوسرے سے اجنبی بن جائیں گے۔ اب اس کے منہ سے آپ زبان کھینچ کر ٹکڑے بھی کر دیجئے مگر آنکھوں سے ایک آنسو نہیں آئے گا۔ اس کے سر پر

چوٹ رسید کیجئے پاؤں کبھی حرکت نہیں کریں گے۔اس لئے کہ جس روح کے دم قدم سے ان میں جان تھی اور یہ ایک تھے وہ روح نکل چکی ہے۔اب یہ بے جان جسم ہے۔اسی طرح جس گھر کے اندر اسلام زندہ ہوگا اس گھر کے تمام افراد زندہ جسم کی مانند ہوں گے۔دلوں میں محبّتیں ہوں گی اور اگر گھر کا ایک فرد بیمار ہوگا تو دوسرے راتوں کو جاگ کر تیمارداری کر رہے ہوں گے۔ایک آدمی کا غم سب کا غم بنے گا۔ ایک کی خوشی سب کی خوشی بنے گی۔آپس میں محبّتیں ہوں گی اور دل ایک دوسرے سے پیوستہ ہوں گے۔ یہ جسمِ واحد کی مثال ہیں اور جب دین اس گھر سے نکال دیا جائے گا تو افراد خانہ اس طرح ایک دوسرے سے بے تعلّق ہو جائیں گے جس طرح جسم کے اعضا بے جان ہو کر ایک دوسرے سے اجنبی بن جاتے ہیں۔

## اسلام کے بغیر گھر کی حیثیت:

ایک آدمی کے جسم سے روح نکال لی جائے اور اس کے ناک کو بند کر کے اس کے منہ کے ذریعے ہوا پمپ کر دی جائے تو کیا اس ہوا کے بھر جانے سے وہ جسم زندہ ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ وہ لاش جلدی گل سڑ تو سکتی ہے مگر زندہ نہیں ہو سکتی۔اسی طرح اگر کسی گھر سے اسلام کو نکال لیا جائے اور کسی ازم کو یا انسان کے بنے ہوئے کسی طریقہ حیات کو گھر میں داخل کر لیا جائے تو کیا اس گھر کے اندر وہ محبّتیں اور الفتیں زندہ ہو سکتی ہیں؟ کبھی نہیں ہو سکتیں۔ممکن ہی نہیں کہ انسان کا بنا ہوا کوئی بھی ازم گھر کے افراد کے اندر وہ محبّتیں پیدا کر دے جو اللہ رب العزت کا دین پیدا کر دیتا ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ”یہ جو صحابہ کے دلوں کے اندر محبّتیں پیدا کر دیں یہ اللہ رب العزت کا کرم اور احسان ہے۔اے محبوب ﷺ! آپ ساری دنیا کے مال و دولت کو خرچ کر دیتے تو بھی دلوں میں محبّتیں پیدا نہیں کر سکتے تھے۔ یہ محبّتیں تو فقط اللہ نے پیدا فرما دی ہیں“

## قرآن پاک کا اعجاز:

دین ہمارے معاشرے کے ہر گھر کے لئے روح کی مانند ہے۔ جس گھر سے دین کے احکام نکل گئے یوں سمجھئے کہ اس گھر سے انسانیت کی روح نکل گئی۔ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کو بھیجا اور وہ کتاب ہدایت لے کر آئے۔ وہ نسخہ شفا لے کر آئے، ایسی کتاب جو صداقتوں کا مجموعہ، حقیقتوں کا خزانہ اور سچائیوں سے بھری ہوئی ہے۔ Ultimate realities of the Universe اس کتاب کے اندر پروردگار نے سچائیاں بھر دیں۔ اس کتاب کو قرآن کہا جاتا ہے۔ یہ حقائق سے بھری ہوئی کتاب ہے جو انسانوں کو راستہ دکھانے کے لئے آئی ہے۔ فرمایا کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (ابراھیم:1) (اس کتاب کو ہم نے آپ کی طرف اس لئے نازل کیا کہ آپ انسانوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لائیں)

یہ اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لانے والی کتاب، یہ بھٹکے ہوؤں کو سیدھا راستہ دکھانے والی کتاب، یہ قعرِ مذلت میں پڑے ہوؤں کو اوج ثریا پر پہنچانے والی کتاب اور یہ رب کریم سے بچھڑے ہوؤں کو اپنے پروردگار سے ملانے والی کتاب ہے، سبحان اللہ۔

میرے شیخ فرمایا کرتے تھے "یہ انسانیت کے لئے دستور حیات ہے، انسانیت کے لئے ضابطہ حیات ہے، انسانیت کے لئے منشور حیات ہے، بلکہ پوری انسانیت کے لئے آب حیات ہے"۔

اس کتاب کو دیکھنا بھی عبادت ہے، اسے چھونا بھی عبادت ہے، اسے پڑھنا بھی عبادت ہے، اسے سننا بھی عبادت ہے، اسے سمجھنا بھی عبادت ہے اور اس کتاب پر عمل کرنا بھی عبادت ہے۔ یہ عجیب کتاب ہے۔ جیسے دنیا میں لوہے کو کھینچنے کا مقناطیس ہوتا ہے کہ وہ لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے اسی طرح یہ قرآن

پاک درحقیقت اللہ رب العزت کی رحمتوں کو کھینچنے کا مقناطیس ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (الاعراف:204) (اور جب قرآن پڑھا جائے تو تم سنو اسے اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحمتیں برسائی جائیں)

معلوم ہوا کہ جس جگہ پر قرآن پڑھا جاتا ہے وہاں پر رحمتیں برستی ہیں۔اس کو اللہ رب العزت نے بھیجا اور مقصد خود بتلا دیا۔فرمایا هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ (الفتح:28) (وہ ذات جس نے اپنے رسول کو بھیجا ہدایت دے کر اور سچا دین دے کر تا کہ اس کو تمام ادیان کے اوپر غالب کر دے)۔تو دین اسلام دنیا میں بھیجا ہی اس لئے گیا ہے کہ اس نے غالب آ کر رہنا ہے۔

### دین اسلام کا غلبہ:

ابتدا میں کفار یوں سمجھتے تھے کہ یہ چند مسلمان کونپل کی مانند ہیں ہم جب چاہیں گے اکھاڑ پھینکیں گے۔ یہ شمع سی جل اٹھی ہے جب چاہیں گے پھونک مار کے بجھا دیں گے۔ بڑے مان تھے ان کے دلوں میں اپنی طاقت، دانائی اور تدبیروں کا بڑا مان تھا۔وہ سوچتے تھے کہ ہم ان کے ساتھ نرمی کر رہے ہیں، نہیں تو جب چاہیں گے ہم ان کی گدی دبا دیں گے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ اللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ (الصف:8) (یہ ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے جلائے ہوئے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں گے اور اللہ نے اس نور کو مکمّل اور کامل کرنا ہے اگرچہ کافروں کو یہ بات اچھی نہ لگے)۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن　　پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

چنانچہ رب کریم صحابہ کرامؓ پر احسان جتلاتے ہیں۔فرماتے ہیں وَاذْكُرُوْا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰكُمْ وَ اَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (الانفال:26) تم یاد کرو اس وقت کو جب تم تھوڑے تھے زمین میں، کمزور تھے، تم ڈرتے تھے، کہ انسان کہیں تم کو اچک نہ لیں۔ اس نے تمہیں ٹھکانہ دیا، اپنی مدد سے تمہیں مضبوط کیا، کھانے کو پاکیزہ رزق دیا تاکہ تم اس کا شکر ادا کرتے رہو)۔

صحابہ کرامؓ پر بھی ایسا وقت آیا کہ ابتدا میں کمزوری تھی۔ رب کریم نے ان کی کمزوریوں کو ان کی قوتوں سے بدل کے رکھ دیا۔ کافروں نے بڑی تدبیریں کیں، روپ بدل بدل کے آئے، رنگ بدل بدل کے آئے، لنگوٹ باندھ باندھ کے بار بار میدان میں اترے، چاہتے تھے کہ ایمان والوں کو ختم کر کے رکھ دیں۔ مگر پروردگار عالم کی مدد ایسی تھی کہ ہر جگہ مدد فرمائی۔ آئیے ذرا جائزہ لیں کہ کفار کیسی تدبیریں کرتے تھے۔ اسلام کے خلاف کیسی سازشیں کرتے تھے، خود قرآن پاک میں گواہی ہے اس بارے میں۔فرمایا وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ (ابراھیم:46) (ایسی تدبیریں کرتے تھے کہ پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہل جاتے)۔

## اللہ تعالیٰ کی حفاظت:

خود نبی اکرم ﷺ کے بارے میں بھی کفار نے تدبیر کی۔ کہنے لگے کہ سارے قبیلوں میں سے ایک ایک آدمی کو چن لو، صبح کے وقت گھر کے گرد گھیرا کر کے کھڑے ہو جائیں گے۔ جب یہ باہر آئیں تو سب مل کر ان کو شہید کر دیں گے، نہ رہے گا بانس اور نہ بجے گی بنسری۔ پھر یہ کس کس سے بدلہ لیں گے اور آپس میں سوچنے لگے کہ کیسی زبردست پلاننگ کی۔ بہت خوش ہو رہے تھے۔ کہنے لگے اچھا اب اس پلان پر

عمل درآمد کرتے ہیں۔رات کو گھر کے گرد گھیرا کر کے کھڑے ہیں۔رب کریم نے اپنے محبوب ﷺ کو ان کے درمیان میں سے نکال دیا۔ایسی مت ماردی کہ ان کو پتہ ہی نہ چلا۔فرمایا وَ اِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ ؕ وَ یَمْكُرُوْنَ وَ یَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ (الانفال:30) میرے محبوب ﷺ! یاد کرو اس وقت کو جب آپ کے ساتھ تدبیر کی تھی ان کافروں نے کہ آپ کو حبس بیجا میں رکھیں یا آپ کو شہید کر دیں یا آپ کو دیس نکالا دے دیا جائے۔انہوں نے بھی تدبیر کی اللہ نے بھی تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ بہتر ہے سب تدبیر کرنے والوں سے۔ دیکھا یوں اللہ تعالیٰ تدبیر فرماتے ہیں۔دنیا والوں کی تدبیریں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں۔رب کریم تسلّی دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں قَدْ مَكَرَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْیَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَیْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَ اَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ (النحل:26) میرے محبوب ﷺ! ان سے پہلے والوں نے بھی تدبیر کی پھر اللہ نے ان کی تدبیروں کی دیوار کو جڑ سے اکھاڑ دیا ان کی چھتیں ان پر آ گریں۔ان پر ایسا عذاب آیا جس کا شعور ہی نہیں رکھتے تھے۔ ان کفار کی تدبیریں سب دھری کی دھری رہ جائیں گی جب ہمارے پلڑے میں اللہ رب العزت کی مدد کا وزن آجائے گا۔اللہ تعالیٰ ان کی تمام تدبیروں کو Null and void (صفر کے برابر) کر دیں گے۔

### جنگ احزاب کا واقعہ:

ایک ایسا وقت آیا کہ جب مکہ سے لے کر مدینہ تک کے تیس ہزار کفار نے مل کر چڑھائی کی۔اسے جنگ احزاب کہتے ہیں اور وہ سمجھتے تھے کہ اب تو بس مسلمان چند دن کے مہمان ہیں۔چونکہ مسلمانوں کی تعداد تین ہزار تھی۔کفار نے ایک مہینہ تک محاصرہ کیے رکھا۔انجام کیا ہوا؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

وَ رَدَّ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِغَیۡظِہِمۡ لَمۡ یَنَالُوۡا خَیۡرًا (الاحزاب:25) (اور اللہ تعالیٰ نے رد کر دیا ان کافروں کو ان کے غیظ وغضب کے ساتھ۔ان کے پلے کچھ نہیں آیا)

دل میں بڑے ارادے لے کر آئے تھے مگر کچھ ان کے ہاتھ نہیں آیا اور پھر مومنوں کو تسلّی دے دی۔فرمایا وَ اللّٰہُ اَعۡلَمُ بِاَعۡدَآئِکُمۡ (النسآء:45) (اللہ تعالیٰ جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو) اسے پتہ ہے کہ تمہارے دشمن کون ہیں۔اور فرمایا وَ لَنۡ یَّجۡعَلَ اللّٰہُ لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ سَبِیۡلًا (النسآء:141) اللہ تعالیٰ ہرگز ہرگز کافروں کو مسلمانوں تک پہنچنے کا راستہ نہیں عطا کرے گا۔

اب بتائیے جب رب کریم اتنی تسلّیاں دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کافروں کو ہرگز ہرگز مسلمانوں تک آنے کا راستہ نہیں دے گا۔اگر ہم اس کا اپنی زبان میں مفہوم ادا کریں تو جیسے کہتے ہیں نا ''میاں! تم تک کوئی آئے گا تو میری لاش سے گزر کر آئے گا'' بالکل یہی مفہوم اس آیت کا بن رہا ہے۔

''ہرگز ہرگز اللہ تعالیٰ کافروں کو ایمان والوں تک آنے کا راستہ نہیں دے گا''

کیا مقصد؟ کہ پہلے جو مجھ سے نبٹے گا تو اے ایمان والو! پھر وہ تم تک آئے گا تو رب کریم کتنی مدد کے وعدے فرماتے ہیں۔فرمایا اِنَّا لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡاَشۡہَادُ (المؤمن:51) (ہمارے ذمہ ہے مدد اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی اس دنیا کی زندگی میں اور جس دن کہ گواہیاں دی جائیں گی)۔اللہ رب العزت اپنے اوپر ذمہ لے رہے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ پر تو کچھ ذمہ نہیں ہے کچھ فرض نہیں ہے مگر اس آیت کا مفہوم یوں بن رہا ہے جیسے یوں کہنا چاہتے ہیں

''ہمارے اوپر فرض ہے مدد اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی''

اب بتائیے جب رب کریم مدد کے ایسے وعدے فرما رہے ہوں تو پھر ایمان والوں کو گھبرانے کی کیا ضرورت ہے؟ اس لئے فرمایا وَلَا تَهِنُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (آل عمران: 148) تم سست نہ ہو اور تم گھبراؤ بھی نہیں تم ہی اعلیٰ اور بالا ہو گے اگر تم ایمان والے ہو گے۔

مومن کے ساتھ غلبے کا وعدہ ہے قرآن میں
تو مومن ہے اور غالب نہیں تو نقص ہے تیرے ایمان میں

تو دیکھا! اللہ رب العزت یوں مدد کے وعدے فرماتے ہیں۔ اللہ رب العزت ایمان والوں کو غلبے کے وعدہ فرما رہے ہیں۔ کافروں کی کثرت کو نہ دیکھنا، ان کی طاقت کو نہ دیکھنا، فرمایا تمہاری نگاہیں پروردگار کی ذات پر رہیں گی اور اس کے ساتھ تمہارا ایمان ویقینِ کامل ہوگا تو رب کریم ہر میدان میں تمہیں کامیاب فرمادے گا۔

## قرآن پاک سے گواہی:

قرآن مجید کی آیت ہے، سنیئے اور ذرا دل کے کانوں سے سنئے فرمایا۔

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (البقرہ: 249)

کتنی بار ایسا ہوا ایک چھوٹی جماعت ایک بڑی جماعت کے اوپر غالب آ گئی۔ اللہ تو صبر وضبط والوں کے ساتھ ہے۔

اگر سمجھنے کی خاطر اس آیت کا مفہوم اپنی زبان میں ادا کرنا چاہیں تو یہ بنے گا

”کتنی بار ایسا ہوا کہ اللہ نے چڑیوں سے باز مروا دیئے، اللہ صبر ضبط والوں کے ساتھ ہے“۔

اللہ تعالیٰ چڑیوں سے باز مروا دیتا ہے اس لئے مومنو! کیا ضرورت ہے گھبرانے کی جب اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ سبحان اللہ، اسی لئے جس دن قرآن مجید کی آخری آیات اتر رہی تھیں فرمایا

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ (المآئدہ:3) (آج کے دن میں نے تمہارے دین کو مکمّل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی) اسی دن یہ آیتیں بھی اتریں۔ فرمایا اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ (المآئدہ:3) آج کے دن یہ کافر تمہارے دین سے ناامید ہو چکے۔ پہلے ان کے دلوں میں بڑا جوش تھا کہ ہم غالب آ کے رہیں گے اور ان کے نام ونشان کو مٹا کے رکھ دیں گے، تذکروں میں ان کا تذکرہ باقی نہیں رہے گا، لیکن آج یہ حالت ہو چکی ہے کہ ان کافروں کے دلوں میں یہ بات بیٹھ گئی کہ یہ مسلمان تو لوہے کے چنے ہیں انہیں چبانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ فرمایا

فَلَا تَخْشَوْھُمْ وَ اخْشَوْنِیْ (البقرہ:150) (تم نے ان سے نہیں ڈرنا، ایک میری ذات سے تم نے ڈرنا ہے) تو جس کے دل میں اللہ رب العزت کا ڈر ہو اور پھر ہدایت کے رستے پر اس کا قدم ہو اس کو ڈرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ رب العزت مدد فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب سے وعدہ فرما رہے تھے۔ فرمایا اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ (القصص:85) بے شک وہ ذات جس نے قرآن کو فرض کیا وہ تمہیں لوٹائے گا تمہاری اصل جگہ کی طرف۔

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو وہاں لوٹا کے دکھا دیا۔ اور جب لوٹے تو نبی علیہ السّلام کس شان میں تھے، سواری پہ سوار ہیں، عجز کی وجہ سے گردن اتنی جھکی ہوئی ہے کہ سواری کے گردن کے بالوں سے پیشانی لگی جا رہی ہے اور زبان پہ ایک عجیب ترانہ ہے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ نَصَرَ عَبْدَہٗ وَ هَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ (سب تعریف اس ایک اللہ کے لئے جس نے اپنے بندے کی مدد کی اور

اس اکیلے نے ساری کی ساری دشمنوں کی جماعت کو شکست عطا کر دی)۔

**اللہ کی مدد کا وعدہ:**

ہمارے لئے بھی وہی پیغام ہے۔ہم اگر اللہ سے اپنے تعلّق کو مضبوط کریں گے تو رب کریم ہماری بھی مدد فرمائیں گے۔ یاد رکھئے، دنیا کی کوئی طاقت ہماری طرف آنکھ اٹھا کے نہیں دیکھ سکتی، ان کفار کی گیدڑ بھبکیوں سے ڈرنا مسلمانوں کا شیوہ نہیں، ڈر تب لگتا ہے جب اپنے اندر چور ہوتا ہے، جب خود عمل نہیں ہوتا، جب نام کے مسلمان ہوتے ہیں، نکھٹّو، نالائق اور اسلام کے دعوے بڑے بڑے۔اس وقت پھر کافروں کو جرأت ہو جاتی ہے۔ جب دلوں میں ایمان و یقین ہو اور پروردگار کی مدد کے وعدے ہوں تو پھر یہ تھوڑے بھی ہوں گے تو جدھر بھی قدم اٹھائیں گے کامیابی ان کے قدم چومے گی، تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ ایمان والے قلت میں تھے یا کثرت میں تھے، امیر تھے یا غریب تھے، گورے تھے یا کالے تھے، پہاڑوں کی چوٹیوں میں رہتے تھے یا زمین کی پستیوں میں رہتے تھے جس حال میں بھی تھے رب کریم نے ایمان والوں کو ہمیشہ کامیاب فرمایا۔

اللہ رب العزت کے وعدے ایمان والوں کے ساتھ ہیں تو ہمیں چاہئے کہ اپنے دل کے اس نور کو اپنے نیک اعمال کے ساتھ اللہ کی یاد کے ساتھ زیادہ بڑھانے کی کوشش کریں، اپنے آپ کو نبی علیہ السّلام کی پیاری سنتوں سے مزین کریں، دل میں نور بھرتا چلا جائے گا اور پھر پروردگار عالم اپنی حفاظت عطا فرما دیں گے اور جب رب کریم کی مدد آتی ہے تو اس کی پہچان یہ ہوتی ہے کہ کشتی ہمیشہ کنارے لگ جایا کرتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی یاد آتی ہے تو اس کی پہچان یہ ہے کہ کشتی بیچ دریا کے ہچکولے نہیں کھاتی پھرتی بلکہ کشتی ہمیشہ کنارے لگ جایا کرتی ہے۔ رب کریم کی مدد ہمیشہ ایسی ہوتی ہے۔

### حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور اللہ تعالیٰ کی مدد:

دیکھئے اللہ تعالیٰ نے مومنین سے جب بھی مدد کے وعدے کئے سبحان اللہ عجیب انداز سے پورے کر دکھائے۔ ایک مثال پیش خدمت ہے۔ ایک ایسا بھی وقت تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور حضرت ہارون علیہ السّلام کے سامنے کفر کی بڑی قوت ہے۔ طاقت ہے اللہ رب العزت ان دونوں حضرات کو فرعون کی طرف بھیج رہے ہیں۔ فرمایا اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى (طٰہٰ:24) جائیے فرعون کے پاس وہ باغی طاغی بنا ہوا ہے۔

تو حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے دل میں یہ بات آئی کہ ہم دو اتنے بڑے نظام سے ٹکرانے جا رہے ہیں تو رب کریم نے فرمایا قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِیْ مَعَكُمَا (طٰہٰ:46) تم دونوں مت ڈرو، میں تم دونوں کے ساتھ ہوں اَسْمَعُ وَ اَرٰى (طٰہٰ:46) (دیکھنے سننے والا) فرعون جو کہے گا میں سنوں گا، جو عمل کرے گا، جو حرکت کرے، اسے میں دیکھوں گا بھی سہی اور جب میں تمہارے ساتھ ہوں تمہیں گھبرانے کی کیا ضرورت ہے؟ جائیے کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔ پھر کیا ہوا؟ کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام اپنی قوم کو لے کر ایک جگہ کھڑے ہیں، آگے پانی کا دریا اور پیچھے فرعون کی فوج کا دریا، دو دریاؤں کے درمیان ایسے وقت میں حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے ساتھی گھبرا گئے۔ کہا قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ (الشعرآء:61) (موسیٰ علیہ السّلام کے صحابہ نے کہا کہ اب تو ہم پکڑے گئے) جب انہوں نے یہ بات کہی ایک یقین بھری آواز اٹھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے فرمایا كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ (الشعرآء:62) ہرگز نہیں، ہرگز نہیں، میرا رب میرے ساتھ ہے، وہ ضرور راستے کی راہنمائی فرمائے گا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور ان کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے دریائے نیل میں سے پار کروا دیا

جب کہ فرعون اور اس کے لشکر کو دریا میں غرق کر دیا گیا۔

### نبی علیہ السّلام اور اللہ تعالیٰ کی مدد:

دیکھئے نبی علیہ السّلام مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف جا رہے ہیں۔ پورا مکہ مکرمہ آپ ﷺ کی تلاش میں چڑھ دوڑا۔ رب کریم نے اپنے محبوب ﷺ کو ایک غار کے اندر پہنچا دیا۔ بعض روایات میں ہے کہ اس غار کے دروازے پر مکڑی نے جالا بنا دیا۔ اب مکڑی کا جالا کتنا کمزور ہوتا ہے یہ قرآن نے خود کہہ دیا اِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ (العنکبوت:41) گھروں میں سب سے کمزور گھر مکڑی کا جالا ہوتا ہے۔ دیواروں میں سب سے کمزور دیوار مکڑی کا جالا ہوتی ہے۔ غار کے دروازے پر مکڑی کا جالا تان دیا گیا۔ سارا مکہ مل کر نبی علیہ السّلام تک نہ پہنچ سکا۔ رب کریم نے اپنی قدرت اور اپنی طاقت کا اظہار فرما دیا کہ لوگو! اگر میں تمہارے سامنے مکڑی کے کمزور جالے کی دیوار بھی تان دوں گا ساری دنیا مل کر اس دیوار کو نہیں توڑ سکے گی۔ تو جب رب کریم اپنی مدد کے وعدے فرماتے ہوں تو پھر ایمان والوں کو گھبرانے اور ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ ایک اللہ کا ڈر دل میں ہو چنانچہ یہی سبق ہمیں دیا گیا۔

### کافر کا قبول اسلام:

ایک مرتبہ نبی علیہ السّلام ایک درخت کے نیچے آرام فرما رہے ہیں۔ ایک کافر نے دیکھا کہ تلوار لٹک رہی ہے اور آپ ﷺ آرام فرما رہے ہیں۔ اس نے سوچا کہ اچھا موقع ہے، کچھ کام کر دکھاؤں۔ اس نے آگے بڑھ کر تلوار کو ہاتھ میں لے لیا۔ اسی دوران نبی علیہ السّلام بیدار ہو گئے تو وہ پوچھتا ہے مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّي يَا مُحَمَّد (اے محمد! اب آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟)۔ نبی علیہ السّلام نے فرمایا، اللہ۔ مگر اس اللہ کے لفظ میں کوئی ایسی تاثیر تھی کہ اس کافر کے دل پر ایک ہیبت طاری ہوئی۔ اتنا کانپا کہ

اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔ آپ ﷺ نے تلوار لے لی، فرمایا مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّی اب تجھے مجھ سے کون بچائے گا۔ وہ کافر منتیں کرنے لگا کہ آپ تو کریم ہیں، آپ تو بڑے اچھے ہیں، فلاں ہیں اور فلاں ہیں۔ آپ مجھے معاف کر دیجئے۔ آپ ﷺ نے اپنی رحمت اللعالمینی کا ثبوت دیا کہ اچھا تو ایسے سخی سے معافی مانگ رہا ہے جسے رحمت اللعالمین کہا گیا۔ فرمایا، جا تجھے میں نے معاف کر دیا۔ کہنے لگا، حضور ﷺ! آپ نے تو مجھے معاف کر دیا اب ذرا کلمہ بھی پڑھا دیجئے تا کہ مجھے اللہ تعالیٰ بھی معاف فرما دیں۔ میں آج سے آپ کے غلاموں میں شامل ہوتا ہوں۔

دیکھئے یوں اللہ رب العزت مدد فرماتے ہیں، اللہ کی مدد پر بھروسہ کر کے مومن جب قدم اٹھا لیتے ہیں تو رب کریم ہمیشہ کامیاب فرماتے ہیں۔

## ظاہری اسباب اکٹھا کرنے کا حکم :

ایک بات یہ ذہن میں رکھئے کہ اللہ رب العزت نے ہمیں حکم دیا کہ تم میرے حکموں کی پابندی کرو اور دوسرا دار الاسباب میں رہتے ہو، اس دار الاسباب میں رہتے ہوئے جتنے وسائل اکٹھے کر سکتے ہو اس میں کمی نہ کرو۔ دونوں باتوں کا حکم دیا ہے ایمان پر محنت کرو، مضبوط بناؤ اور جتنے وسائل اکٹھے کر سکتے ہو کرو۔ کیونکہ دنیا دار الاسباب ہے تم اسباب کو اکٹھا کرنے میں کمی نہ کرو۔ اس محفل کے آغاز میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے حضرت قاری صاحب پڑھ رہے تھے وَ اَعِدُّوْ لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ (الانفال:60) (جتنی تمہارے اندر استطاعت ہے تم اسی قدر اپنے اندر طاقت اور قوت کو پیدا کر لو)۔ اب کوئی حد متعیّن نہیں کی گئی۔ فرمایا مَا اسْتَطَعْتُمْ (جتنی استطاعت ہے) گویا جتنا زور لگا سکتے ہو لگا لو۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ صرف زمین کی بات ہی نہیں خلا کے دروازے بھی کھول دیئے، بڑھتے

رہیئے، بھلے تمہیں خلاؤں میں سے گزر کر کہکشاؤں تک جانا پڑے۔ تمہارا قدم چاند پر پڑ سکتا ہے تو چاند پر جائیے، مریخ پر پڑ سکتا ہے تو مریخ پر جائیے، جتنی تمہارے اندر استطاعت ہے اتنا اپنے آپ کو مضبوط کر لیجئے۔ سبحان اللہ آگے مقصد بیان فرمادیا تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ (الانفال:60) (ایسی قوت ہو تمہارے پاس کہ اللہ کے دشمن اور تمہارے دشمن اس طاقت سے ڈرتے جائیں)۔

## کفار کی کاسہ لیسی:

اے ایمان والو! تمہیں ایسی قوت حاصل کرنی چاہئے کہ جس سے کافر کانپ اٹھیں۔ اس لئے دیکھئے کہ کفر کبھی اسلام کے ہاتھ میں طاقت کو دیکھ نہیں سکتا۔ ڈرتے ہیں، منتیں کرتے ہیں کہ طاقت کہیں مسلمانوں کے پاس نہ آئے، کہتے ہیں ہم پہ بھروسہ کرلو، ہمیں خدا بنالو، ہم تمہاری حفاظت کریں گے، ہم اپنے خزانوں کے دروازے کھول دیں گے، تم ہم پہ بھروسہ کرنا، ہم سے سوال کرنا، مشکل پڑے ہماری طرف رجوع کرنا، یعنی تم آج کے بعد اپنا خدا ہمیں بنا لینا، اپنا پروردگار آج کے بعد ہمیں بنا لینا۔ کفر پریشان ہو کر یوں کاسہ لیسی کرتا ہے۔

## سپر پاور کی پوجا:

کسی دور میں پتھر کے بت ہوتے تھے آج کے دور میں بتوں کی ہیئت تبدیل ہوگئی۔ آج کی یہ بڑی بڑی سپر پاور بت بن گئی ہیں۔ دنیا انہیں اس طرح پوجتی ہے جس طرح پہلے کسی وقت میں لات ومنات کو پوجا جاتا تھا۔

## کافروں کو عذاب:

اللہ تعالیٰ کی طاقت کے سامنے کسی کی کیا حیثیت ہے۔ وہ رب کریم جب حکم دیتا ہے تو انسان کو تگنی کا ناچ

نچا دیتا ہے۔ ماضی میں بڑے بڑے فرعون گزرے۔ان کو اپنی طاقت کا بڑا نشہ تھا بڑی قومیں گزریں کہتے تھے مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً (حٰمٓ السجدہ:15) ہم سے کون ہے زیادہ طاقت میں۔اور رب کریم نے ان کی وہ حالت خراب کردی، مٹی پلید کردی۔فرمایا کہ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا (حٰمٓ السجدہ:16) ہم نے ہوا کا عذاب بھیجا۔ایسی ہوا کہ ایمان والوں کے لئے تو وہ بڑی مزیدار تھی لیکن کافر کے لئے اتنی سخت تھی کہ ان کو پٹخ پٹخ کے زمین پر مارتی تھی۔اگلے دن ان کی لاشیں زمین پر ایسے پڑی تھیں کہ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ (الحاقہ:7) جیسے کھجور کے تنے زمین کے اوپر بکھرے ہوئے پڑے ہیں۔کھجور کے تنوں کی طرح زمین پر لٹا دیا اور کیسی طاقتور قوم تھی۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا (الشعراء:149) پہاڑوں کو کھود کے گھر بناتی تھی۔اور رب کریم بھی فرماتے ہیں لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ (الفجر:8) ایسی طاقتور قوم پھر شہروں میں پیدا ہی نہیں ہوئی۔ایسی طاقتور قوم جب اللہ تعالیٰ کے سامنے نافرمان بن کر کھڑی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے نام و نشان مٹا دیا هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا (مریم:98) ہے کسی کی آواز آتی، تمہیں کسی کا بول ہے سمجھ میں آتا، کہاں گئے وہ لوگ۔

## ایمان والوں کا اللہ تعالیٰ پر یقین:

اے ایمان والو! تم ان کافروں سے ڈرتے ہو، جو اندھیروں سے ڈرنے والے ہیں، ان کافروں سے ہم ڈریں۔آج کے کافر ملک مسلمان ممالک کو ڈراتے ہیں کہ اگر شریعت نافذ کی تو ہم پابندیاں لگا دیں گے ،تم بھوکے مر جاؤ گے، ان بیچاروں کو کیا پتہ کہ ہمارا رزق اللہ کے ذمہ ہے۔سبحان اللہ، اور پروردگار نے رزق پہنچانا ہے وہ ہمیں پہنچا کے رہے گا۔اگر یہ پابندیاں لگا دیں گے تو لگائیں پابندیاں۔اچھی بات

ہے کچھ ہمیں سبق مل جائے گا، ہمیں جینے کا سلیقہ آجائے گا۔ ہم تو آج تک غلطی میں رہے کہ ان کی طرف نگاہیں اٹھا کے دیکھتے رہے۔ شکر ہے آج تمہاری طرف سے نگاہیں ہٹی ہیں اور رب کی طرف دیکھا ہے۔ دعا ہے، رب کریم! مدد فرما۔ اپنے ان کمزور بندوں کو دنیا میں کامیاب و کامران فرما۔ وہ کمزوروں کا پروردگار ہے وہ اپنے بندوں کی بغیر اسباب کے مدد کرتا ہے۔ ہمیں اللہ رب العزت کے وعدوں پر بھروسہ ہے۔ سبحان اللہ۔

### حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا واقعہ:

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی والدہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے وعدے پر بھروسہ کر لیا۔ نتیجہ کیا ہوا؟ ذرا یہ واقعہ مختصر سا سن لیجئے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ (القصص: 7) ہم نے وحی کی موسیٰ علیہ السّلام کی والدہ کو کہ آپ اس بچے کو دودھ پلائیے اور اگر آپ کو اس کے بارے میں ڈر لگ جائے (کہ فرعون کے سپاہی کہیں پکڑ کے نہ لے جائیں اور ذبح نہ کر دیں) تو اس کو پھر پانی میں ڈال دینا} اور ارشاد فرمایا فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّىْ وَ عَدُوٌّ لَّهٗ (طٰہٰ: 39) (پھر اس کا وہ تابوت ساحل پر آ لگے گا۔ اس کو وہ پکڑے گا جو میرا بھی دشمن ہے اس کا بھی دشمن ہے۔

اب بتائیے عقل سے پوچھیں، عقل چیخے گی، چلائے گی اور کہے گی، پروردگار! آپ نے حفاظت بھی کرنی ہے تو یہ بچہ ان سپاہیوں کو نظر ہی نہ آئے، وہ سپاہی ادھر آ ہی نہ سکیں، مجھے فرما دیں میں کہیں غار میں چھپا آتی ہوں، چھت پہ لٹا دیتی ہوں۔ رب کریم یہ کیا بات ہے کہ اس کو دریا میں ڈالیں۔ بچہ ہے، تابوت بنا کے ڈالنا پڑے گا۔ تابوت میں ڈالیں تو پانی بھرنے کا اندیشہ اور اگر پانی سے بچانے کے لئے

واٹر ٹائٹ بنائیں تو ہوا بھی بند ہو جائے گی، ہوا بند ہونے سے مرے گا۔ سمجھ نہیں آتی کہ کیا کریں؟ ہوا کے لئے سوراخ رکھیں تو پانی جانے کا خطرہ اور پانی سے بچانے کی کوشش کریں تو ہوا بند ہونے کا خطرہ۔ عقل کہتی ہے کہ یہ بچہ بچتا نہیں ہے۔ مگر رب کریم کیا فرماتے ہیں وَ لَا تَخَافِيْ وَ لَا تَحْزَنِيْ ج اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَ جَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (القصص:7) (تم نے خوف بھی نہیں کھانا اور تم نے ڈرنا بھی نہیں ہے ہم اسے لوٹائیں گے تمہارے پاس اور ہم نے تو اسے رسولوں میں سے بنانا ہے)

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی والدہ نے اس بات پر یقین کر لیا۔ چنانچہ بیٹے کو دریا میں ڈال دیا۔ اس کو فرعون کے کارندوں نے پکڑ لیا۔ اب جب کھول کے دیکھا تو اس میں بچہ تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

وَ اَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ (طٰہٰ:39) (ہم نے آپ پر محبّت ڈال دی)۔

مفسّرین نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی آنکھیں اتنی دلکش تھیں، جاذب نظر تھیں کہ جیسے ہی فرعون اور اس کی بیوی نے دیکھا تو وہ اپنا دل دے بیٹھے۔ فرعون کی بیوی کہنے لگی لَا تَقْتُلُوْهُ ق عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا (القصص:9) (تم نے اسے قتل نہیں کرنا، ہم اس کو اپنا بیٹا بنائیں گے، ہمیں نفع ہوگا۔

فرعون کہنے لگا، ٹھیک ہے۔ لہٰذہ شاہی فرمان جاری ہوئے کہ ہم نے اسے بیٹا بنا لیا۔ فرعون کی مت ماری گئی۔ ہزاروں بچوں کو ذبح کروانے والا اب اپنا دل دے بیٹھا ہے کہتا ہے ٹھیک ہے اسے قتل نہیں کرنا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَ حَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ (القصص:12) ہم نے ان پر باقی عورتوں کے دودھ کو حرام کر دیا۔ اب حضرت موسیٰ علیہ السّلام دودھ نہیں پیتے تو فرعون خود پریشان ہوتا ہے کہ بچہ دودھ نہیں پیتا، کیا بنے گا؟ چنانچہ عورتوں کو بلوایا، جو عورت آتی ہے بچہ دودھ نہیں پیتا۔ اسی حال میں رات

گزر گئی۔ادھر موسیٰ علیہ السّلام کی والدہ کی حالت بھی عجیب تھی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِیْ بِهٖ لَوْ لَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا (القصص:10) (وہ تو اپنی بات کا اظہار کر ہی بیٹھتی اگر ہم نے اس کے دل پر گرہ نہ ڈال دی ہوتی) بیچاری رو بیٹھتی۔آخر ماں تھی۔رات گزر گئی سوچتی تھی کہ کیا پتہ میرا بیٹا کس حال میں ہے؟ رو رہا ہے یا خوش ہے۔جاگ رہا ہے کہ سویا ہوا ہے، کس کے ہاتھ میں ہے، کس کے ہاتھ میں نہیں۔ماں تھی۔ان خیالات نے بہت پریشان کیا ہوا تھا۔چنانچہ مضطرب ہو کر اپنی بیٹی سے کہا، جاؤ ذرا بھائی کی خبر لاؤ۔وہ بھاگی گئی، جا کر منظر دیکھتی ہے کہ بہت ساری عورتیں دودھ پلانے آ رہی ہیں مگر وہ بچہ کسی کا دودھ ہی نہیں پیتا۔وہ آگے بڑھی اور فرعون سے کہا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰۤى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَ هُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ (القصص:12) (میں تمہیں بتاؤں ایسے گھر والوں کے بارے میں جو اسے دودھ بھی پلائیں گے اور اس کے بڑے خیر خواہ ہوں گے)

مفسّرین نے لکھا ہے کہ فرعون کو بات کھٹکی۔کہنے لگا کون ہوں گے جو اس کے بڑے خیر خواہ ہوں گے۔وہ بھی نبی کی بہن تھی، کہنے لگی، ہم آپ کی رعایا ہیں، اگر ہم آپ کی خیر خواہی نہیں کریں تو کون کرے گا۔فرعون کہنے لگا، بات سمجھ آ گئی۔اچھا لے آؤ۔چنانچہ بہن آئی اور والدہ کو لے گئی۔انہوں نے دودھ پلایا۔جب بچے نے دودھ پی لیا تو فرعون بہت خوش ہوا، کہنے لگا، بی بی اس بچے کو اپنے گھر لے جاؤ وہاں جا کر اسے دودھ پلانا اور دودھ پلانے کی تنخواہ ہم اپنے خزانے سے بھیج دیا کریں گے۔رب کریم فرماتے ہیں۔فَرَدَدْنٰهُ اِلٰۤى اُمِّهٖ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَ لَا تَحْزَنَ وَ لِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (القصص:13) (اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غم زدہ نہ ہو اور وہ جان لے کہ اللہ کے وعدے سچے ہیں لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے)

دیکھا، اللہ رب العزت کے وعدے کیسے سچے ہیں۔اس لئے فرمایا وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا

(ال عمرن:122) اور کون ہے اللہ سے زیادہ سچی بات کہنے میں۔سبحان اللہ

## اللہ تعالیٰ کی مدد کا عجیب وعدہ:

وہ رب کریم ایسا سچا ہے کہ بے سروسامان بندوں کی مدد کر کے ان کو کامیاب کر دیتا ہے۔آپ دیکھئے صحابہ کرامؓ پر ایسا وقت بھی آیا کہ جب ان کے سامنے کچھ ایسے قلعے تھے کہ جن کو سمجھتے تھے کہ ہم ان کو فتح نہیں کر سکتے۔صحابہ کرامؓ خود بھی یہ سمجھتے تھے کہ ہم ان کو فتح نہیں کر سکتے اور ان کافروں اور یہودیوں کا بھی یہی گمان تھا۔مگر اللہ تعالیٰ نے اس کام کو بھی مسلمانوں کے لئے آسان بنا دیا۔ذرا اس آیت کو دل کے کانوں سے سن لیجئے۔بنو قریظہ کے یہودی قلعہ کے اندر زندگی گزار رہے تھے، بڑی اونچی اونچی دیواریں بنائی ہوئی تھیں اور دل میں ان کے یہ بات جم گئی تھی کہ مسلمان ان قلعوں کو فتح نہیں کر سکتے اور مسلمانوں کے دلوں میں بھی یہ گمان تھا کہ ان قلعوں کو فتح کرنا بڑا مشکل ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پھر ہم نے ایک تدبیر کی۔ان کافروں کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب پیدا کر دیا۔کفار آپس میں مل بیٹھے اور مشورہ کرنے لگے کہ مسلمان جہاں جاتے ہیں کامیابی ان کے قدم چومتی ہے ایسا نہ ہو کہ ہماری طرف بھی آ جائیں تو پھر کیا بنے گا؟ کہنے لگے، کہ بہتر ہے کہ ہم پہلے ہی یہاں سے کسی محفوظ جگہ چلے جائیں۔چنانچہ انہوں نے اپنا سامان باندھا اور خود ہی اس جگہ کو چھوڑ کر بھاگ نکلے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں هُوَ الَّذِی (وہ ذات) هُوَ الَّذِی کے الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ اپنا تعارف فرما رہے ہیں۔

هُوَ الَّذِىْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ط

مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَ ظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّا نِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْاق وَ قَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَ اَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ق فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ (الحشر:2) تمہیں گمان ہی نہیں تھا کہ تم ان کافروں کو یہاں سے نکال سکو گے اور ان کا اپنا بھی یہی گمان تھا۔ ان کے یہ قلعے اللہ کے راستے میں رکاوٹ بن جائیں گے۔ پھر اللہ ایسی طرف سے آیا کہ جس کا ان کو گمان ہی نہیں تھا۔ اللہ نے ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب پیدا کر دیا۔ اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو خراب کرنے لگے۔ ایمان والوں کو پتہ چلا تو انہوں نے بھی ان کے بھاگنے میں مدد کی اور آنکھوں والو! تم عبرت حاصل کرو۔

میں جب چاہتا ہوں ایسے مضبوط قلعوں میں رہنے والوں کو نہتّے لوگوں کے ہاتھوں سے بھگا دیا کرتا ہوں۔ تو دیکھا اللہ کے وعدے کیسے پورے ہوئے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اللہ کی مدد پر بھروسہ کرتے ہوئے اس راستہ پر چلیں جس راستہ پر قرآن نے ہمیں چلایا اور قرآن کیا کہتا ہے؟ ”اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو دوست مت بناؤ“

## کفار کی ناانصافی:

سپر پاورز کی ناانصافی دیکھئے کہ اگر کوئی کام کافر ملک کرتا ہے تو کہتے ہیں اچھا تو نہیں مگر اب کیا کریں کر جو لیا اور وہی کام مسلمان ملک کرتا ہے تو انصاف کے علمبردار کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں، کہ تمہارا جینا حرام کر دیں گے۔ مسلمان ملکوں کو مشورہ دیتے ہیں کہ تم خود اپنا دفاع مضبوط نہ کرو۔ کہتے ہیں تم صبر کرو، تم ہمارے اوپر انحصار کرنا تا کہ ہم جب چاہیں گے تو تمہارے دو نہیں چار ٹکڑے کر دیں گے۔ جب چاہیں گے تمہیں اس وقت زمین کے ساتھ ملا دیں گے۔ کہتے ہیں بس ہم تمہاری حفاظت کریں گے۔

غیور قومیں ایسے نہیں کرتیں، کافروں پہ بھروسہ نہیں کرتیں، ہم بھروسہ اپنے خدا پر کریں گے۔

## ایٹمی تجربہ کرنے پر اجر:

دیکھئے اللہ نے ایمان والوں کو کہا ہے کہ تم جتنی طاقت حاصل کر سکتے ہو حاصل کرو اور ایمان والوں کو چاہئے کہ آج سائنس کا دور ہے اس سائنس کے دور میں زیادہ سے زیادہ ریسرچ کریں اور آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔

یاد رکھیئے مصلّٰی پر بیٹھ کر نفلی تلاوتیں، نفلی عبادتیں، اور نفلی تسبیحات کرنے والے کو عبادت کا وہ اجر نہیں ملے گا جو کسی لیبارٹری کے اندر بیٹھ کر کسی سائنسدان کو ایٹمی تجربہ کرنے پر نصیب ہو جائے گا۔

## اسلام کی فتح:

الحمدللہ ہمارے ملک کے سائنسدان اسلام کی شان وشوکت کا سبب بن گئے ہیں۔سبحان اللہ، معلوم نہیں اللہ رب العزت ان کو کیا اجر عطا کرے گا۔

ہر میدان کے اندر آگے بڑھنے کی کوشش کیجئے۔ان کافروں سے ڈرنے اور گھبرانے کی کیا ضرورت ہے؟ دیکھئے حدیث پاک سے ہمیں خود معلوم ہوتا ہے نبی علیہ السّلام نے فرمایا اور آپ ﷺ نے اس بات کو اچھا جانا کہ مومن مادی اعتبار سے بھی آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ اس کی دلیل حدیث پاک سے ملتی ہے۔ نبی علیہ السّلام نے اپنی پوری زندگی میں زمینی جنگیں لڑی ہیں مگر صاف فرما دیا، (میں جنت کی خوشخبری دیتا ہوں ان ایمان والوں کو جو سب سے پہلے بحری جہاد اسلام کے لئے کریں گے )

مطلب یہ تھا کہ میں نے تو زمینی جنگیں لڑی ہیں میرے بعد آنے والے جو سب سے پہلے بحری جہاد کریں گے ان بحری جہاد کرنے والوں کو میں اللہ کا پیغمبر جنت کی بشارت دے رہا ہوں۔ ماشاءاللہ، تو کیا پتہ چلتا ہے کہ اگر دین کو اس انداز سے بھی پھیلانا پڑے اور کفر کا راستہ بحری جہازوں کے ذریعے سے جا

کر روکنا پڑے تو جو اس کا راستہ روکے گا تو میں اللہ کا پیغمبر اس کو جنت کی بشارت دے رہا ہوں، خوشخبری دے رہا ہوں۔سبحان اللہ

اس لئے کام کیجئے، محنت کیجئے، ہم نے مسلمان ماؤں کے دودھ پیئے ہیں، میرے دوستو! اللہ کی قسم ہم چھوٹے تھے ماں دودھ پلانے لگتی تھی تو بسم اللہ پڑھتی تھی، ماں پنگھوڑا ہلانے لگتی تھی تو لا الہ الا اللہ پڑھتی تھی، ماں ہمیں بستر پر سلانے لگتی تھی تو وہ اللہ اکبر، سبحان اللہ پڑھا کرتی تھی، کبھی حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ (ال عمرن:173)، کبھی حَسْبِی رَبِّی جَلَّ اللّٰه مَا فِیْ قَلْبِیْ غَیْرُ اللّٰه پڑھتی تھی۔

ارے! یہ ترانے ہم نے اپنے بچپن میں ماؤں سے سنے ہیں۔اے کافرو! ان لوگوں کے بارے میں کہتے ہو کہ تم نہتّے بن کے رہو اور ہم تمہاری حفاظت کریں گے، کیا ہم اپنی حفاظت کرنا نہیں جانتے۔ جی ہاں، الحمدللہ اللہ رب العزت جزائے خیر دے ان حضرات کو جنھوں نے محنت کی اور عالم اسلام کے لئے شان وشوکت کا ذریعہ بنے۔ آپ کے ہاتھ میں بھی اگر کوئی چیز ہوگی تو کفار ذرا سوچ سمجھ کر قدم اٹھائیں گے۔ یہ نہیں ہوتا کہ ایٹم بم چلانے ہی ہوتے ہیں۔نہیں، اللہ نہ کرے کوئی ایسا وقت آئے کہ جب انسان ایسی خطرناک چیزوں کو استعمال کرے مگر جب کفر اپنے ہاتھوں میں ان چیزوں کو لے چکا تو اب مسلمانوں کو نہتّے کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں، ان کے ہاتھ میں بھی ان سے بڑھ کر ایسے اسباب ہونے چاہئیں۔

### جدید دور کی ترقی:

آج دیکھیئے سائنسدانوں نے گندم پر محنت کی۔ایک دور تھا جب زمین میں دانہ ڈالتے تھے تو دس دانے ملتے تھے۔ پھر پندرہ دانے ملنے لگے، پھر تیس دانے ملے۔مکسی پاک (MaxiPak) گندم آئی تو لوگوں

نے کہا جی ایک کے بدلے بتیس دانے مل گئے ۔ بڑا کمال کر لیا۔ بھئی، ایک کے بدلے بتیس دانے، کیا کمال کیا؟ قرآن تو مثال دے رہا ہے کہ تم ایک دانہ ڈالو گے تو اس کے اوپر سات بالیں ہوں گی ۔ ہر ایک میں خوشہ ہوگا، خوشے میں سو دانے ہوں گے۔ یوں ایک دانے کے بدلے رب کریم سات سو دانے بنادیں گے۔

تو ہم تو ابھی 32 دانوں تک پہنچے ہیں اور قرآن بتا رہا ہے کہ ہم سات سو تک پہنچ سکتے ہیں۔ لہٰذا ایگریکلچر میدان میں آگے بڑھئے اور ویسے بھی یہ ایگریکلچر ریسرچ انسٹیٹیوٹ ( Agrecultcur Reserch Institute) ہے سبحان اللہ۔

تو ابھی تک تو آپ بمشکل پچاس دانوں تک پہنچے ہوں گے۔ سوچئے آپ کا سفر کتنا لمبا ہے۔ قرآن نے ٹارگٹ کتنا دیا ہے اور آپ نے کتنا دور پہنچنا ہے۔ لہٰذا اپنے فرض منصبی کا خیال کیجئے اور امانت و دیانت کے ساتھ زندگی گزاریئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے کام اور کاروبار میں برکت دیں گے ۔ اللہ تعالیٰ مدد فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ دین و دنیا کی سرخروئی نصیب فرمادیں گے۔

## ہمت مرداں مدد خدا:

ہاں وقتی طور پر کچھ مشکلات آتی ہیں، وہ قوموں کی زندگی میں پہلے بھی آتی رہی ہیں۔ قوموں کے لئے یہ باتیں آسان ہوا کرتی ہیں لیکن جب ہم اس راستے میں قدم اٹھائیں گے اور سب کے سب عہد کریں گے کہ آج کے بعد ہم اپنے فرض منصبی کو پورا کریں گے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کو پورا کریں گے۔ اسلام کی شان و شوکت کے لئے زندگی گزاریں گے تو رب کریم ہماری مدد فرمائیں گے۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ فَبِعِزَّتِیْ وَ جَلَالِیْ ۔ لَاَ اُخْزِیْکُمْ وَ لَا اُفْضِحُکُمْ بَیْنَ

اَصْحٰبِ الْاُخْدُوْدِ ان میرے مومنوں کو کہہ دیجئے کہ مجھے اپنی عزت کی قسم! مجھے اپنے جلال کی قسم! میں تمہیں کافروں اور فاسقوں کے سامنے ذلیل ورسوا نہیں کروں گا

اللہ رب العزت ہمیں دین ودنیا کی سرخروئی نصیب فرمادے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ